امام ابن عطیہ کی تفسیر المحرر الوجیز فی الکتاب العزیز کا منہج واسلوب

Imam Ibn e Atiyah's Tafseer Al-Muharrar ul-Wajiz Al-Kitab-El-Aziz

* حافظ رخسار احمد: پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر شعبہ علوم اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی، گجرات
**ڈاکٹر سید حامد فاروق بخاری: لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی، گجرات

ABSTRACT

The full name of Tafsir Ibn e Atiyah is Al-Muharrar Ul-Wajiz Fi Tafsir Al-Kitab El-Aziz.Ibn e Taymiyyah and Ibn e Hajar al-Haythami have attributed I'tizal to the commentary of Ibn Atiyah which is not correct at all.Ibn Atiyah has refuted the Mu'tazilite sect in several places in his commentary.Imam Qurtubi, Ibn Jazi, Ibn Hayyan and Imam Tha'alabi have made extensive use of Tafsir Ibn Atiyah in their books.Ibn Atiyah started his book Anfwan Shabab. He spent a long time in compiling this book.There is a case at the beginning of the book which contains several benefits.In his Tafsir, Ibn e Atiyah has combined both Tafsir Mathur and Tafsir Belrai. Ibn Atiyah also mentions a few Israeli traditions in his commentary and after quoting most of the traditions he also criticizes them.Ibn Atiyah in his commentary has mentioned grammatical, grammatical, lexical researches. He has explained difficult words.In his Tafseer, Ibn Atiyah has also mentioned the meanings of recitation used and Shazah. In his commentary, he states in detail the sayings of all the jurists regarding the issue of jurisprudence.Ibn Atiyah has used various books of Tafsir, Ahadith, Recitation, Dictionary and Fiqh in his Tafsir.

KeyWords: *Tafsir Ibn e Atiyah, Ibn e Taymiyyah, Tafsir Belrai.*

تعارف اور ضرورت واہمیت

قرآن کریم اللہ تعالی کی آخری الہامی کتاب ہے۔ یہ کتاب رموز و معارف کا بحر بیکراں اور فصاحت و بلاغت کی حد اعلی پر فائز ہے۔ قرآن کریم بنی نوع انسان کیلئے سر چشمہ ہدایت ہے البتہ تفسیر کے بغیر قرآن کریم کا فہم ممکن نہیں۔ علوم اسلامیہ میں علم تفسیر کو انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ مفسرین کرام قرآن فہمی کیلئے قرون اولی سے عصر حاضر تک تفاسیر زینت قرطاس

کرتے چلے آرہے ہیں۔ تمام تفاسیر ہی اپنی جگہ پر اہمیت کی حامل ہے، مگر امام ابن عطیہ کی تفسیر "المحرر الوجیز فی الکتاب العزیز" منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ یہ تفسیر لغوی، نحوی، صرفی، بلاغی اور فقہی ابحاث پر مشتمل ہے۔ متاخرین مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ ہر مفسر کا انداز تحریر اور منہج مختلف ہوتا ہے۔ جب تک کتاب کے اسلوب سے واقفیت نہ ہو تب تک اس کتاب سے صحیح طور پر استفادہ ممکن نہیں۔ اس وجہ سے المحرر الوجیز فی الکتاب العزیز کا منہج واسلوب جاننا از حد ضروری ہے۔ اسی ضرورت واہمیت کے پیش اس عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر درج ذیل آرٹیکلز لکھے جا چکے ہیں۔ عبد القادر بن ستالۃ کا الشاھد النحوی واثرہ فی تفسیر المحرر الوجیز لابن عطیہ الاندلسی[1]، نصر الدین اجدیر کا قواعد الأدب فی مقدمۃ المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابن عطیہ الاندلسی[2]، رضوان سفیان اور خلیفاتی محمد کا التقدیم والتأخیر فی تفسیر ابن عطیہ الأندلسی، دراسۃ وصفیۃ دلالیۃ،[3] عبد العزیز ناصری کا تھمۃ الاعتزال فی تفسیر ابن عطیۃ الأندلسی[4]، ذھب الصادق (حدثنی ابی، سمعت ابی) فی تفسیر المحرر الوجیز لابن عطیۃ الاندلسی۔ جمعا ودراسۃ[5] عبد الوھاب شیبانی کا اللھجات العربیۃ فی "المحرر الوجیز" و"البحر المحیط" دراسۃ صوتیۃ لنماذج من سورۃ البقرۃ[6] دستیاب ہوئے ہیں۔

منہج تحقیق

---

[1] عبد القادر بن ستالۃ، استاذ جامعۃ الجزائر، مجلّہ "المداد" ج: ۳، شمارہ نمبر: ۲

Abd-Ul-Qadir Bin Satalah, Al Madaad , Jamia Al-Jazair,Vol:3,Issue:2

[2] نصر الدین اِجدیر، استاذ جامعہ تلمسان، مجلّہ "الدراسات الاسلامیہ" ج: ۵، شمارہ نمبر: ۸ (۲۰۱۷ء)

Nasar-Ul-Deen Ajdeer , Al Dirasaat-Ul-Islamia , Jamia Tilmasaan , Vol:5 , Issue:8 (2017)

[3] رضوان سفیان اور خلیفاتی محمد، مجلّہ "جامعۃ الامیر عبد القادر للعلوم الاسلامیۃ"، الجزائر، ج: ۳۴، شمارہ نمبر: ۳ (۲۰۲۰ء)

Rizwan Sufiyan & Khalifaati Muhammad , Jamia Al Ameer Abd-Ul-Qadir Lil Ulollm Al Islamiyah, Al Jazair, Vol:34, Issue:3(2020)

[4] عبد العزیز ناصری، مجلّہ "الحقیقۃ" ج: ۱۶، شمارہ نمبر: ۲ (۲۰۱۷ء)

Abd-Ul-Aziz Nasri , Al Haqiqah , Vol:16 , Issue:2(2017)

[5] ذھب الصادق، مجلۃ الشھاب، جامعۃ الوادی، الجزائر، ج: ۶، شمارہ نمبر: ۳ (محرم ۱۴۴۲ھ / ستمبر ۲۰۲۰م)

Zahab Al Sadiq , Al Shihab , Jamia Al Wadi , Al Jazair , Vol:6 , Issue:3 (Sep 2020)

[6] عبد الوھاب شیبانی، مجلّہ العلوم الانسانیۃ، جامعۃ الاخوۃ منتوری، قسطنطنیہ، الجزائر، ج: ۳۰، شمارہ نمبر: ۲ (دسمبر: ۲۰۱۹ء)

Abd-Ul-Wahab Shaibani , Al-Uloom Al Insaniah , Jamia Al Ikhwah Mantori , Al Jazair , Vol:30 , Issue:2(Dec:2019)

زیر نظر مقالہ کا منہج تحقیق بیانیہ و تجزیاتی ہے۔

صاحب کتاب کا تعارف

آپ کا نام ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمٰن بن غالب بن عبد الرؤف بن تمام بن عبد اللہ بن عطیہ اندلسی غرناطی ہے۔آپ کے القاب میں امام کبیر اور علامہ فہامہ ہیں۔آپ کا شمار شیوخ التفسیر اور امام التفسیر میں ہوتا ہے۔[1] آپ اپنے والد ابو بکر غالب بن عبد الرحمٰن[2]،ابو علی الغسانی[3]،حافظ ابو علی حسین بن محمد الصدفی[4]،امام ابوالحسن علی بن اِحمد انصاری[5]،ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد قرطبیؒ[6]،ابو عبد اللہ محمد بن علی التغلبی[7]اور ابو بحر سفیان بن عاصی بن احمد

---

[1] ذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، تحقیق: شعیب الأرنؤوط و محمد نعیم العرقسوسی (ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط،۹، س ۱۴۱۳ھ)، ۵۸۶/۱۹-۵۸۷

Zahbi , Shams-Ul-Deen , Muhammad Bin Ahmed , Seyar Ahlam-Ul-Nubalaa , (Beruit: Musast-Ul-Risalah, Edition:9,1413),19/586-587

[2] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۸۶/۱۹

Zahbi, Seyar Ahlam-Ul-Nubalaa, 19 /586

[3] ذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، (دائرۃ المعارف، حیدر آباد، ۱۳۷۴ھ)، ۱۲۳۳/۴

Zahbi , Shams-Ul-Deen , Muhammad Bin Ahmed , Tazkirat-Ul-Hufaaz,(HaidarBad:Dairat-Ul-Maarif,1374), 4/1233

[4] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱۲۵۳/۴

Zahbi, Tazkirat-Ul-Hufaaz ,4/1253

[5] ابن الابار، محمد بن عبد اللہ، المعجم فی اِصحاب اِبی علی الصدفی، (دار الکتاب العربی، قاہرہ ۱۹۶۷م)، ص:۳۱

Ibn-Ul-Abaar , Muhammad Bil Abdullah , Al Moujam Fi Ashaab Abi Ali Al Sadfi , (Qahira:Dar-Ul-Kutub Al Arbi , 1967),P:31

[6] ابن عطیہ، عبد الحق الاندلسی، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، (دار ابن حزم، ۱۴۲۳ھ)، ص: ۲۸

Ibn-e-Atiyah , Abd-Ul-Haq Al Andlasi , Al-Muharar Al-Wajeez (Dar Ibn-e-Hazam 1423), P:28

[7] ابن عطیہ ،عبد الحق الاندلسی ،المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق عبد السلام عبد الشافی محمد ،دار الکتب العلمیہ ،بیروت ،لبنان، ط: اول، ۱۴۲۲ھ)، ص: ۲۷

Ibn-e-Atiyah , Abd-Ul-Haq Al Andlasi , Al-Muharar Al-Wajeez (Beruit:Dar-Ul-Kutub Editon:1st,1422),p:27

الاسدی [1] سے روایت کرتے ہیں۔آپ علم فقہ اور تفسیر کے امام گردانے جاتے ہیں،آپ ذکی اور فطین تھے۔[2] آپ سے آپ کی اولاد ،ابو القاسم بن حبیش ،ابو محمد بن عبید اللہ ،ابو جعفر بن مضاء ،ابو جعفر بن حکم اور دیگر روایت کرتے ہیں ۔[3] علاوہ ازیں آپ کے تلامذہ میں ابو بکر محمد بن خیر الاشبیلی ،ابو بکر محمد بن احمد المرسی ،ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد انصاری ،ابو بکر محمد بن عبد الملک القیسی اور ابو جعفر احمد بن عبد الرحمٰن القرطبی شامل ہیں۔[4]

جائے ولادت

آپ کا جائے ولادت "مریہ" ہے۔[5] آپ کا سن ولادت ۴۸۰ھ ہے اور ایک قول کے مطابق ۴۸۱ھ ہے۔[6] آپ ۵۲۹ھ کو مریہ شہر کے قاضی مقرر ہوئے۔[7]

مقام و مرتبہ

---

[1] ایضا، ص: ۲۷

Ibid,P:27.

[2] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۸۸/۱۹

Zahbi, Seyar Ahlam-Ul-Nubalaa, 19 /588

[3] ایضا، ۵۸۸/۱۹

Ibid , 19/588

[4] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق عبد السلام عبد الشافی محمد، ص: ۲۷

Ibn-e-Atiyah , Al-Muharar Al-Wajeez, P:27.

[5] اندلس کے اطراف میں ایک بڑے شہر کا نام ہے۔الحموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، (دار صادر، بیروت)، ۱۱۹/۵

(Al-Hamvi, Yaqoot Bin Abdullah , Moujam-Ul-Baldaan , (Beruit:Dar Sadar),5 /119

[6] داوودی، شمس الدین، محمد بن علی، طبقات المفسرین، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ)، ص: ۵۰

Dawdi , Shams-Ul-Deen , Muhammad Bin Ali , Tabqaat-Ul-Mufasereen , (Beruit:Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah,1403),P:50

[7] ایضا، ص: ۵۰

Ibid,P:50.

امام ذہبی کے نزدیک آپ امام، علامہ، شیخ المفسرین، امام الفقہ والتفسیر، ذکی، اور فطین تھے۔[1] ابن فرحون کے نزدیک آپ فقیہ، علم تفسیر، احکام، حدیث، فقہ، نحو، لغت، ادب کے عالم تھے۔[2] شیخ ابو حیان کے مطابق اجل علماء میں سے ہیں جنھوں نے علم تفسیر میں تصنیف چھوڑی۔[3]

تصنیفات

ابن عطیہ کی تصنیفات اگرچہ تعداد کے لحاظ سے زیادہ نہیں ہیں مگر قدر واہمیت کے اعتبار سے بہت عالی ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز اور الفہرست ہیں۔[4]

وفات

آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک آپ نے پندرہ رمضان المبارک ۵۴۲ھ، ایک قول کے مطابق ۵۴۱ھ "لورقۃ"[5] میں وفات پائی۔[6] جبکہ امام سیوطی کے مطابق آپ کا سن وفات ۵۴۶ھ ہے۔[7]

کیا تفسیر ابن عطیہ متعصبانہ تفسیر ہے؟

---

[1] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۸۸/۱۹

Zahbi , Seyar Ahlam-Ul-Nubalaa,19/588

[2] جرجانی، علی بن محمد، الدیباج المذھب، (مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۳۵۰ھ)، ۵۷/۲

Jurjani , Ali Bin Muhammad , Al Deebaj Al Mazhab (Misar : Mustafa Al Babi Al Halbi,1350),2/57

[3] ابو حیان، البحر المحیط، مقدمہ، تحقیق: عادل احمد وعلی محمد معوض، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: اول، ۲۰۰۱م)، ۱۱۲/۱

Abu Hayyan , Al Bakhar Al Moheet (Beruit: Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah ,Editon:1st,2001), 1/112

[4] محمد عبد الجلیل حسن محمود، موقف الامام ابن عطیہ من الدخیل فی تفسیرہ، العدد الأول لحولیۃ کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ للبنین بأسوان، ص: ۵۷

Muhammad Abd-Ul-Jaleel Hassan Mahmood , Mouqif –Ul-Imam Ibn-e-Atiya Min Al Dakheel Fi Tafseer , p:57

[5] اندلس کا ایک شہر ہے۔ (الحموی، المعجم البلدان، ۲۵/۵)

(Al Hamvi , Al Moujam Al Baldaan, 5/25).

[6] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۸۸/۱۹

Zahbi , Seyar Ahlam-Ul-Nubalaa,19 /588

[7] داوودی، طبقات المفسرین، ص: ۱۷۶

Dawdi , Tabqaat-Ul-Mufasereen , P:176.

امام ابن عطیہؒ وسیع الظرف اور وسیع القلب شخصیت کے مالک ہیں۔آپ کی تفسیر میں جہاں فقہی احکام میں علمائے مالکیہ کی رائے ملتی ہے وہیں دیگر فقہائے کرام کی آراء بھی ملتی ہیں۔

مثال: اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ-فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ-[1]

گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔

اس آیت کریمہ میں مریض اور مسافر کو روزہ کی رخصت دی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا حالت سفر میں روزہ افضل ہے یا افطار۔امام ابن عطیہ اس فقہی اختلاف میں فقہاء کی آراء کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اختلف العلماء فی الأفضل من الفطر أو الصوم فی السفر،فقال قوم والشافعی ومالک فی بعض ماروی عنه:الصوم أفضل لمن قوی علیه،وجل مذهب مالک التخییر ،وقال ابن عباس وابن عمرغیرهما:الفطر أفضل ،وقال مجاهد وعمر ابن عبدالعزیز وغیرهما:أیسرهما أفضلهما،وکره ابن حنبل وغیره الصوم فی السفر،وقال ابن عمر:من صام فی السفر قضی فی الحضر،و هو مذهب عمر رضی الله عنه،ومذهب مالک فی استحبابه الصوم لمن قدر علیه وتقصیر الصلاة حسن-"[2]

علماء کا اختلاف ہے کہ آیا سفر میں روزہ افضل ہے یا افطار، پس ایک قوم، امام شافعی اور بعض روایات کے مطابق امام مالک رحمہم اللہ: جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کیلئے روزہ افضل ہے اور امام مالکؒ کا مذہب تخییر کا ہے۔ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: افطار افضل ہے۔مجاہد اور عمر بن عبد العزیز وغیرھما رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جو آسان ہو وہی افضل ہے۔امام ابن حنبل اور ایک کے علاوہ کچھ حضرات نے سفر میں روزہ کو مکروہ قرار دیا ہے۔حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: جو سفر میں روزہ رکھے وہ حضر میں قضاء کرے اور یہی مذہب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ جو روزہ رکھنے پر قدرت رکھتا ہو اس کیلئے روزہ رکھنا مستحب ہے البتہ نماز میں قصر پسندیدہ ہے۔

مثال: وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ-فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ -[3]

---

[1] سورۃ البقرہ ۰۲: ۱۸۵

Sourat ul Baqrah,2:185

[2] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۸۴، ص: ۱۶۲-۱۶۳

Ibn-e-Atiyah , Al-Muharar Al-Wajeez, Al Baqrah, Ayat:184, P:162-163.

[3] سورۃ المائدہ ۰۵: ۴

Sourat ul Maidah,05:04

اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے اُنہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں۔

جب شکار میں سے کتا کچھ کھالے تو شکار کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ابن عطیہؒ نے اس اختلاف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأما ان أكل الكلب من الصيد فقال ابن عباس و أبوهريرة و الشعبى وابراهيم النخعى وسعيد بن جبيروعطاء بن أبى رباح وقتادة وعكرمة والشافعى وأحمد واسحاق وأبو ثور والنعمان وأصحابه :لا يؤكل ما بقى ،لأنه انما أمسک على نفسه ،ولم يمسک على ربه ،ويعضد هذا القول قول النبى ﷺ لعدى بن حاتم فى الكلب المعلم :"اذا أكل فلا تأكل ،فانما أمسک على نفسه "وتأول هؤلاء قوله تعالى :"فكلوا مما أمسكن عليكم "أ لامساک التام ،ومتى أكل فلم يمسک على الصائد ،وقال سعد بن أبى وقاص وعبد الله بن عمر وأبوهريرة أيضا وسلمان الفارسى رضى الله عنهم :اذا أكل الجارح أكل مابقى ،وان لم تبق الا بضعة "وهذا قول مالک وجميع أصحابه–فيما علمت وتأولوا قوله تعالى :"مما أمسكن عليكم "على عموم الامساک ،فمتى حصل امساک ولو فى بضعة حل أكلها-[1]

بہر حال اگر کتا شکار میں سے کچھ کھا جائے تو ابن عباس، ابو ہریرہ، شعبی، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، عطا بن ابی رباح، قتادہ، عکرمہ، شافعی، احمد، اسحاق، ابو ثور، نعمان بن ثابت اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جو شکاری کتا بچائے تو اسے نہ کھا جائے۔ اس لیے کہ اس نے اپنے لیے روک رکھا ہے اور اپنے مالک کیلئے نہیں چھوڑا۔ اس کی تائید نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے جو آپ نے حضرت عدی بن خاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب شکاری کتا کھا لے پس تم نہ کھاؤ۔ پس بے شک اس نے اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالی کے اس فرمان " فكلوا مما أمســكن عليكم " کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ پس کھاؤ اگر وہ سارا تمہارے لیے چھوڑ دے اور جب وہ کھالے تو اس نے شکاری کے لیے نہیں چھوڑا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ عمر، ابو ہریرہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کا موقف یہ ہے کہ جب شکاری کتا کچھ کھالے تو باقی شکار کھایا جاسکتا ہے، اگرچہ وہ ایک ٹکڑا ہی چھوڑے۔ یہی قول امام مالک اور ان

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ المائدۃ، ص: ۵۱۵

Ibn-e-Atiyah , Al-Muharar Al-Wajeez, Al Baqrah, P:515.

کے اصحاب کا ہے۔اس آیت کریمہ "فکلوا مما أمسکن علیکم" میں انہوں نے یہ تاویل کی ہے کہ امساک میں عموم ہے، پس جو بھی وہ تمہارے لیے چھوڑے اگرچہ وہ ایک ٹکڑا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے۔

اس آیت کریمہ میں فقہی احکام کے حوالے سے جہاں فقہائے مالکیہ کا مؤقف ذکر کیا ہے وہیں دیگر فقہائے کرام کا مؤقف بھی بیان کیا ہے۔

کیا تفسیر ابن عطیہ معتزلی تفسیر ہے؟

تفسیر ابن عطیہ کے بارے میں بعض اہل علم کی رائے ہے کہ یہ معتزلی تفسیر ہے۔ان علماء میں امام ابن حجر ہیثمی ؒ اور ابن تیمیہ کا نام آتا ہے۔ امام ابن حجر ہیثمی سے سوال کیا گیا ہے کہ تفسیر ابن عطیہ معتزلی تفسیر ہے تو انہوں نے اس کا جواب کچھ یوں دیا:

نعم فيه شئی كثير حتى قال الامام المحقق ابن عرفة المالكي :يخشى على المبتدى منه أكثر ممايخاف على الزمحشرى ،فالزمحشرى لما علمت الناس منه أنه مبتدع تخوفوا منه،وأشتهر أمره بين الناس أن فيه من الاعتزال المخالف للصواب ،وأكثر من تبديعه وتضليله وتقبيحه وتجهيله ،وابن عطية سنى ،لكن لا يزال يدخل من كلام بعض المعتزلة ما هو من اعتزاله فى التفسير ،ثم يقرر وينبه عليه ويعتقد أنه من أهل السنة ،وأن ما ذكره من مذهبهم الجارى على أصولهم ،وليس الأمر كذلک فكان ضرر تفسير ابن عطية أشد وأعظم على الناس من ضرر الكشاف–[1]

جی !اس میں معتزلی فکر کی بہت ساری چیزیں ہیں۔امام المحقق ابن عافہ مالکی نے کہا:اس کتاب کو پڑھنے والے کیلئے وہ تفسیر زمحشری کی بنسبت زیادہ خوف رکھتے ہیں۔زمحشری کے بارے میں لوگ جانتے ہیں کہ وہ بدعتی ہیں اس لیے لوگ ان سے خوف کھاتے ہیں اور لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ ان میں اعتزال پایا جاتا ہے جو کہ درستگی کے مخالف ہے ،اور تفسیر زمحشری میں اکثر نئی چیزیں، گمراہی، قباحت اور جہالت موجود ہے۔جب کہ ابن عطیہ اہلسنت ہیں۔ لیکن ان کے کلام میں معتزلہ کی بعض چیزیں پائی جاتی ہیں حالانکہ وہ اہلسنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے ان کے مذہب کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ ان کے اصولوں کے مطابق ذکر کیا ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔پس تفسیر ابن عطیہ کا نقصان لوگوں کے حق میں تفسیر کشاف کی بنسبت زیادہ سخت ہے۔

---

[1] الھیثمی، ابن حجر، الفتاوی الحدیثیۃ، (دار الفکر، بیروت)، ص: ۱۷۲

Al Haismi , Ibn-e-Hajar , Al Fatawa Al Hadesih , (Beruit:Dar-Ul-Fikar), p:172.

ابن تیمیہ تفسیر ابن عطیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

تفسير ابن عطية وأمثاله أتبع للسنة والجماعة،وأسلم من البدعة من تفسير الكشاف "

تفسیر ابن عطیہ اور اس جیسی تفاسیر اہلسنت وجماعت کی اتباع میں ہیں اور تفسیر کشاف کی بنسبت بدعت سے زیادہ محفوظ ہیں۔[1]

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی میں لکھتے ہیں:

وتفسير ابن عطية خير من تفسير الزمخشری وأصح نقلا وبحثا وأبعد عن البدع وان اشتمل على بعضها بل هو خير منه بكثير بل لعله أرجح التفاسير لكن تفسير ابن جرير أصح من هذه كلها-[2]

تفسیر ابن عطیہ، تفسیر زمخشری کی بنسبت بہتر ہے۔ نقل اور بحث کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔بدعت سے دور ہے اگرچہ بعض مقامات پر بدعت کو شامل ہے البتہ تفسیر زمخشری کی نسبت بہت بہتر ہے،شاید یہ تمام تفاسیر میں راجح تفسیر ہے لیکن تفسیر ابن جریر (تفسیر قرطبی) ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔

یہ بات درست نہیں کہ تفسیر ابن عطیہ معتزلی فکر کی تفسیر ہے اس لیے اپنی تفسیر کے بہت سارے مقامات پر ابن عطیہ نے معتزلہ کارد کیا ہے۔ذیل میں دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر:۱ ۔فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ-[3]

ابن عطیہ اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[1] ابن تیمیہ، تقی الدین الحرانی الحنبلی، مقدمۃ فی اصول التفسیر، (دار مکتبہ الحیاۃ، بیروت، لبنان،ط:۱۹۸۰م)، ص:۳۸

Ibn-e-Taimiah , Taqi-Ul-Deen Al Hanbli, Muqamah Fi Asool Al Tafseer , (Beruit: Dar Maktabat-Ul-Hayaat,1980), p:38.

[2] ابن تیمیہ، تقی الدین الحرانی الحنبلی، مجموع الفتاوی، (مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف،المدینہ النبویہ،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ۱۹۹۵م، ۳۸۸/۱۳

Ibn-e-Taimiah , Taqi-Ul-Deen Al Hanbli, Majmoo-Ul-Fatawa , (Saudia: Majma-Ul-Malik Fahad,1995),13/388

[3] سورۃ الانعام ۰۶:۱۴۹

Sourat ul Inaam , 06:149.

ثم أعلم بأنه لو شاء لهدى العالم بأسره–و هذه الاية ترد على المعتزلة فی قولهم ان الهداية والايمان انما هی من العبد لا من الله۔[1]

پھر جان لو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک آن میں سارے جہان کو ہدایت عطا فرماتا۔ یہ آیت کریمہ معتزلہ کا رد کر رہی ہے ،معتزلہ کا خیال ہے کہ ہدایت اور ایمان یہ دونوں بندے کی طرف سے ہوتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

ابن عطیہؒ نے اس آیت کریمہ کو معتزلہ کے رد میں پیش کیا ہے اور معتزلہ کا عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ معتزلہ کے نزدیک ہدایت اور ایمان اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمت نہیں ہیں بلکہ یہ بندے کے اختیار میں ہے جبکہ اہلسنت کا مؤقف یہ ہے کہ ہدایت من جانب اللہ ہوتی ہے اور اس مؤقف کی تائید اس آیت کریمہ سے ہو رہی ہے۔

مثال نمبر:۲۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌۙ(۲۲)اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌۚ(۲۳)۔[2]

ابن عطیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقوله تعالى:الى ربها ناظرة ،حمل هذه الآية أهل السنة على أنها متضمنة رؤية المؤمنين لله تعالى،وهی رؤية دون محاذاة و لا تكييف ولا تحديد كما هو معلوم ،موجود لا يشبه الموجودات كذلک هو لا يشبه المرئيات فی شئی ،فانه ليس كمثله شئی لا اله الا هو ،وروى عبادة بن الصامت أن النبی ﷺ قال:حدثتكم عن الدجال أنه أعور وأن ربكم ليس بأعور وأنكم لن تروا ربكم حتى تموتوا [3]وقال الحسن:تنظرون الى الله تعالى بلا احاطة ،وأما المعتزلة الذی ينفون رؤية الله تعالى،فذهبوا فی هذه الآية الى أن المعنى الى رحمة ربها ناظرة أو الى ثوابه أو ملكه ،فقدروا مضافا محذوفا وهذا وجه سائغ فی العربية كما تقول :فلان ناظر اليک فی كذا ،أی الى صنعک فی كذا–والرؤية انما يثبتها بأدلة قطعية غير هذه الآية ، فأذا ثبتت حسن تأويل أهل السنة فی هذه الآية و قوی ۔[4]

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، سورۃ الانعام، زیر آیت: ۱۴۹، ص: ۶۷۴
Ibn-e-Atiyah , Al-Muharar Al-Wajeez, Al Inaam , Ayat:149, P:674.

[2] سورۃ القیامۃ ۷۵: ۲۲۔۲۳
Sourat ul Qiyamah 75:22-23

[3] المقدسی، ضیاء الدین، الاحادیث المختارۃ، دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ط، ۳(۲۰۰۰م)، ۲۶۴/۸
Al Muqadsi , Zia-Ul-Deen , Al Ahadees Al Mukhtarah, (Beruit: Dar Khazar,Editon:3(2000), 8/264

[4] ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، سورۃ القیامۃ، زیر آیت: ۲۳، ص: ۱۹۲۵۔۱۹۲۶

اور اللہ تعالی کا فرمان : اپنے رب کو دیکھتے ،اس آیت کریمہ کو اہل سنت ،مؤمنین کیلئے رؤیت باری تعالی کے اثبات پر محمول کرتے ہیں ۔یہ رؤیت باری تعالی جہت ،کیفیت اور تحدید سے مبرا ہے۔جس طرح اللہ تعالی کی ذات موجود اور معلوم ہے مگر اسے موجودات کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں اسی طرح اسے مرئیات (دیکھی جانی والے چیزیں)کے ساتھ بھی کوئی مشابہت نہیں۔اس جیسا کوئی نہیں، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ن ارشاد فرمایا: میں تمہیں دجال کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔بے شک تم اپنے رب کو ہر گز نہیں دیکھ سکتے یہاں تک کہ تم مر جاؤ۔حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں کہ تم اللہ تعالی کی طرف بلا احاطہ دیکھوگے۔بہر حال معتزلہ حضرات رؤیت باری تعالی کی نفی کرتے ہیں اور اس آیت کے بارے میں ان کا مذہب یہ ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: تم اپنے رب کی رحمت کی طرف دیکھتے ہوئے یا اپنے رب کی طرف سے دیے گئے ثواب یا اس کی حکومت کی طرف دیکھتے ہوئے۔پس وہ یہاں مضاف محذوف مقدر مانتے ہیں۔یہ طریقہ عربی کلام میں بہت معروف ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں تیری طرف اس طرح دیکھتا ہے یعنی تیری کارگری کی طرف اس طرح دیکھتا ہے۔اس آیت کے علاوہ بھی قطعی دلائل ہیں جو رؤیت باری تعالی کا ثبوت ملتا ہے، پس جب اہل سنت کی اچھی تاویل اس آیت کے بارے میں ثابت ہے تو یہ مؤقف قوی ہو گیا۔

ڈاکٹر عبد الوھاب فاید اس تہمت کا رد کیا ہے جس کا خلاصہ مجد مکی المحرر الوجیز کے مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں :

وبيّن أنها لاتعتمد على أساس صحيح ،وأثبت أن ابن عطية كا ن يتمشى في تفسيره مع مذهب أهل السنة ،ولا يحيد عنه،و أنه كان يقوم بالرد على آراء المعتزلة ،وانتهى بعد دراسة طويلة متأنية الى أن تهمة الاعتزال التى نسبت الى ابن عطية مرفوضة شكلا وموضوعا–[1]

واضح ہو گیا کہ اس دعوی (تفسیر ابن عطیہ معتزلی تفسیر ہے)کا دارومدار صحیح بنیاد پر نہیں۔یہ بات ثابت ہو گئی کہ ابن عطیہ اپنی تفسیر میں مذہب اہل سنت پر قائم رہے ہیں اور اس سے انحراف نہیں کیا۔انہوں نے معتزلہ کی آراء کا رد کیا ہے ۔اتنی تفصیل بحث کے بعد یہ بات مکمل ہو گئی کہ ابن عطیہ کی طرف اعتزال کی نسبت درست نہیں۔

عبد العزیز ناصری اس تہمت کے بارے میں لکھتے ہیں :

Ibn-e-Atiyah , Al-Muharar Al-Wajeez, Al Qiyamah , Ayat:23, P:1925-1926

[1] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، ص: ۷

Ibn-e-Atiyah, Al-Muharar Al-Wajeez , p:7

ان تهمة الاعتزال لا يمكن نسبتها بأى حال من الأحوال الى هذا العالم علامة الأندلس ابن عطية فهو كما أشرنا سابقا على عقيدة الاشاعرة ومذهب مالک فى الفقه،وبالتالى فهو من أهل السنة والجماعة ،والتهمة باطلة من عدة وجوه،وبعدة أدلة---وأما هؤلاء العلماء الذى اتهموا ابن عطية كما أشـرنا ابن تيميه ؛فمن المعلوم تحامل ابن تيميه وكرهه للأشاعرة لأن عقيدته سلفية -كما هو معروف-وأما علماء المالكية كابن عرفة وابن حجر الهيثمى ،فلكل عالم هفوة ولا يمكن تنزيه أى عالم مهما كا ن مبلغه من العلم عن الخطاء،لأنه من البشر ويعتريه ما يعترى البشر ،وكل يؤخذ من كلامه ويرد الا المعصوم ،والتمهمة مرفوضة فى حق علامة الأندلس ابن عطية كما وضحنا ذلک بشواهد وأدلة متعددة والله المستعان۔[1]

اس عالم علامۃالاندلس ابن عطیہ کی طرف تہمت اعتزال کی نسبت کسی حال میں بھی ممکن نہیں، ہم نے پہلے اشارہ کر دیا ہے کہ آپ عقیدتا اشاعرہ اور مذہبا فقہ مالکی پر کاربند ہیں۔آپ اہلسنت وجماعت سے ہیں اور یہ تہمت متعدد وجوہ اور دلائل سے باطل ہے۔یہ علماء جنہوں نے ابن عطیہ پر معتزلی ہونے کی تہمت لگائی ہے جس طرح ابن تیمیہ وغیرہ۔تو ابن تیمیہ نے انہیں اشاعرہ ہونے کی وجہ سے ناپسند سمجھا ہے۔اس لیے کہ ابن تیمیہ عقیدتا سلفی ہیں جیساکہ مشہور ہے ۔علماء مالکیہ جس طرح کہ ابن عرفہ اور ابن حجر ہیثمی ہیں۔تو ہر عالم کیلئے خطا ہے۔کوئی بھی عالم خطا سے بچ نہیں سکتا اس لیے کہ وہ انسان ہے۔جس سے انسان خالی نہیں اس سے عالم بھی خالی نہیں۔سوائے معصوم (انبیاء کرام علیہم السلام)کے ہر ایک کا کلام لیا بھی جاسکتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے۔ علامۃالاندلس ابن عطیہؒ کے حق میں تہمت اُٹھ چکی ہے جس طرح کہ ہم شواہد اور دلائل سے اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔اللہ تعالی سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے۔

لہٰذا ابن عطیہؒ کی طرف اعتزال کی نسبت درست نہیں۔جس اعتزال کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے وہ اس نسبت سے کوسوں دور ہیں۔ تفسیر ابن عطیہ میں متعدد مقامات پر ابن عطیہ نے معتزلہ کا رد کیا ہے اور کئی علماء نے انہیں اس تہمت اعتزال سے مبرا قرار دیا ہے۔

تفسیر ابن عطیہ علماء کی نظر میں

---

[1] عبدالعزیز ناصری، تہمۃالاعتزال فی تفسیر ابن عطیہ الاندلسی، مجلّہ "الحقیقۃ" ج:۱۶، شمارہ نمبر:۲(۲۰۱۷ء)، ص:۲۰

Abd-Ul-Aziz Naasri , Tohmat-Ul-Ahtezaal fi Tafseer –e-Ibn Atiyah , Al Haqiqah, , Vol:16 , Issue: 2 (2017) ,P:20.

علماء کی ایک بڑی تعداد نے تفسیر ابن عطیہ کی عظمت وجلالت کو بیان کیا ہے۔ جس سے اس تفسیر کی عظمت وشان بخوبی واضح ہوتی ہے۔

ابن عمیرۃ الضبی (متوفی: ۵۹۹ھ) نے لکھا ہے:

ألف،يعنى ابن عطية،فى التفسير كتابا ضخما أربى فيه على كل من تقدم-[1]

ابن عطیہؒ نے تفسیر میں ایک ضخیم کتاب تالیف کی ہے جو پہلی تمام تفاسیر مفید ہے۔

ابن الأبار (متوفی: ۶۵۷ھ) نے لکھا ہے:

وتأليفه فى التفسير جليل الفائدة ،كتبه الناس كثيرا ،وسمعوا منه ،وأخذوه عنه-[2]

تفسیر میں ان کی تالیف بہت مفید ہے، بہت سے لوگوں نے اس تفسیر میں سے لکھا ہے اور ان سے سنا ہے اور ان سے اخذ علم کیا ہے۔

علی بن سعید (متوفی: ۶۸۵ھ) نے لکھا ہے:

ولأبى محمد بن عطية الغرناطى فى تفسير القرآن الكتاب الكبير الذى اشتهر وطار فى الغرب والشرق-[3]

ابو محمد عطیہ الغرناطی نے تفسیر قرآن میں ایک بڑی کتاب لکھی جس شرق وغرب میں شہرت عام نصیب ہوئی۔

ابوالحسن النباھی نے لکھا ہے:

وألف كتابه المسمى بالوجيز فى التفسير ،فجاء من أحسن تأليف ،وأبدع تصنيف-[4]

---

[1] ابن عمیرہ، احمد بن یحییٰ الضبی، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس، دار الکتب، بیروت، لبنان، ط: ۲ (۱۴۱۰ھ)، ص: ۳۷۴

Ibn-e-Umairah , Ahmad Bin Yahya Al Zabi , Baghit-Ul-Multamis , (Beruit: Dar-Ul-Kutub, Editon:2 (1410),P:374

[2] ابن الابار، محمد بن عبداللہ، المعجم فی اصحاب ابی علی الصدفی، ص: ۲۶۱

Ibn-Ul-Abaar , Muhammad Bin Abdullah , Al Moujam Fi Ashaab Abi Ali Al Sadfi ,P:261

[3] تلمسانی، احمد بن محمد المقری، نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، (دار صادر، بیروت، ۱۳۸۸ھ)، ۱۷۶/۳

Tilmasani , Ahmad Bin Mohammad Al Muqri , Nafkh-Ul-Teeb (Beruit: Dar Saadar,1388), 3/179

[4] نباھی، علی بن عبداللہ، تاریخ قضاۃ الاندلس، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط: ۱ (۱۴۱۵ھ)، ص: ۱۰۹

Nabahi , Ali Bin Abdullah , Tarikh Qazaat-Ul-Undlas , (Beruit: Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah, Editon: 1st (1415) , P:109

انہوں نے تفسیر میں "الوجیز" کے نام سے کتاب لکھی، جو کہ انتہائی اچھی تالیف اور انتہائی عمدہ تصنیف ہے۔

امام محمد بن احمد الغرناطی (متوفی ۷۴۱ھ) نے لکھا ہے:

وأما ابن عطية ،فكتابه فى التفسير أحسن التاليف وأعدلها ،فانه أطلع على تأليف من كان قبله فهذبها ولخصها،و هو مع ذلک-حسن العبارة ،مسدد النظر ،محافظ على السنة-[1]

بہر حال ابن عطیہ، کی کتاب تفسیر میں بہترین اور اعلیٰ تالیف ہے۔ ابن عطیہ ایک سابقہ تالیف پر مطلع ہوئے پھر اس کی کانٹ چھانٹ کی، اس کے ساتھ ساتھ اس کی عبارت عمدہ، نظر باریک ہے۔ یہ کتاب اہلسنت کی محافظت کرنے والی ہے ۔

ابن خلدون (متوفی: ۱۴۰٦ء) نے لکھا ہے:

فلما رجع الناس الى التحقيق والتمحيص ،وجاء أبو محمد بن عطية من المتاخرين بالمغرب ،فلخص تلك التفاسير كلها ،وتحرّى ما هو أقرب الى الصحة منها،و وضع ذلک فى كتاب متداول بين أهل المغرب والأ ندلس-[2]

جب لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی طرف رجوع کیا، اور مغرب کے متاخرین میں سے ابو محمد بن عطیہ آئے۔ تو انہوں نے ان تمام تفاسیر کا خلاصہ لکھا اور جو صحت کے زیادہ قریب ہے اس میں غور و فکر کی، اور ایک درمیانی کتاب میں جو کچھ اہل مغرب اور اندلس کے درمیان ہے سب اس میں رکھ دیا۔

امام سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

وألف تفسير القرآن الكريم ،وهو أصدق شاهد له بامامته فى العربية وغيرها-[3]

---

[1]ابن جزی، محمد بن احمد الکلبی، التسھیل لعلوم التنزیل، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ء)، ۱/۱۰

Ibn-e-Jazzi , Muhammad Bin Ahmed Al Kalbi , Al Tasheel le Uloom Al Tanzeel ,(Beruit: Dar-Ul-Kutub 1415), 1/10

[2]ابن خلدون، عبد الرحمٰن، المقدمۃ، (دار یعرب، ط:۱(۲۰۰۴م))، ۳/۹۹۸

Ibn-e-Khuldoon , Abd-Ul-Rahman , Al Muqadmah , (Dar-e-Yaghrab , Editon:1st (2004), 3/998

[3]سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، ص: ۲۹۵

Seyuti , Abd-Ul-Rahman Bin Abi Bakar , Jalal-Ul-Deen , Baghit-Ul-Woaat , P:295

(ابن عطیہ) نے قرآن کریم کی تفسیر تالیف فرمائی، عربی اور اس کے علاوہ میں آپ کی امامت پر یہ سب سے بڑی سچی گواہی ہے۔

تفسیر ابن عطیہؒ سے مغربی مفسرین کا اخذ واستفادہ

ابن عطیہؒ کی تفسیر معرکۃ الآراء تفسیر ہے۔بعد میں آنے والے مغربی مفسرین نے اس تفسیر سے خوب استفادہ کیا ہے۔چار تفاسیر میں اس کا واضح اثر دکھائی دیتا ہے۔

۱۔الجامع لأحكام القرآن،**ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ**۔

۲۔التسهيل لعلوم التنزيل، **ابو القاسم محمد بن احمد الغرناطی**۔

۳۔البحر المحيط ،**ابو حیان محمد بن یوسف الغرناطی**۔

۴۔الجواهر الحسان فی تفسير القرآن ،**ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد الثعالبی**۔

امام قرطبیؒ کا تفسیر ابن عطیہ سے اخذ واستفادہ

امام قرطبیؒ نے تفسیر ابن عطیہ سے تفسیر کے منہج اور موضوعاتی ترتیب میں استفادہ کیا ہے۔اپنی تفسیر میں تفسیر ابن عطیہ کی نصوص کو کثیر مقامات پر نقل کیا ہے اور ان کی نسبت بھی تفسیر ابن عطیہ کی طرف کی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں :"والتنور :وجه الأرض بالعجمية ،قال ابن عطية :فحقيقة العبارة عن هذه الألفاظ أنها فی الأصل أعجمية لكن استعملتها العرب وعربتها فهی عربية بهذا الوجه۔[1]

تنور: عجمی زبان میں زمین کے چہرے کو کہتے ہیں۔ابن عطیہ نے کہا: ان الفاظ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ اصل میں عجمی ہیں لیکن انہیں اہل عرب بھی استعمال کرتے ہیں اس وجہ سے یہ لفظ عربی بھی ہیں۔

---

[1] القرطبیؒ، ابو عبد اللہ محمد الانصاری، الجامع لأحكام القرآن، (دار الکتب المصریہ، القاہرۃ، ط: ۲ (۱۹۶۴ء)، ۱/۶۸

Al Qurtabi , Abu Abdullah Muhammad Al Ansari , Al Jamey Le Ahkaam Al Quran , (Al Qahirah : Dar-Ul-Kutub Al Misriah , Editon: 2nd (1964) , 1/68

بعض مقامات پر اس نسبت کو بیان کرنے سے غافل بھی رہے ہیں۔[1] امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں ابن عطیہ سے امتیاز برتا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں جن احادیث کو نقل کیا ہے ان کی تخریج کی ہے، مگر بعض احادیث ضعیف اور موضوع ذکر کرکے ابن عطیہ کی پیروی کی ہے۔[2]

ابن جزیؒ کا تفسیر ابن عطیہ سے اخذ واستفادہ

ابن جزیؒ نے تفسیر ابن عطیہ کو اساسی مصدر شمار کیا ہے۔اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس تفسیر کو احسن التالیف قرار دیا ہے۔[3] ابن جزی کی تفسیر کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جو ایک بڑی حدتک تفسیر ابن عطیہ کے مقدمہ سے مماثلت رکھتا ہے۔ابن جزی اپنی تفسیر میں ابن عطیہ کا نام لینے میں متردد ہیں اور ان کا نام ذکر کیے بغیر بعض مقامات پر ان کے اقتباسات ذکر کیے ہیں۔[4]

ابن حیانؒ کا تفسیر ابن عطیہ سے اخذ واستفادہ

ابن حیانؒ نے تفسیر ابن عطیہ سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور بہت سارے مقامات پر تفسیر ابن عطیہ کا اثر ان کی تفسیر میں نظر آتا ہے۔انہوں نے اپنی تفسیر میں تفسیر ابن عطیہ کی نصوص کو بھی ایک بری تعداد میں نقل کیا ہے۔ان نصوص کی نسبت اابن عطیہ کی طرف کی ہے۔ تفسیر البحر المحیط کا کوئی ایسا صفحہ نہیں جہاں انہوں نے ابن عطیہ کا رد یا ان کے ساتھ مناقشہ نہ کیا ہو۔[5]

امام ثعالبیؒ کا تفسیر ابن عطیہ سے اخذ واستفادہ

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، ص:۹

Ibn-e-Atiyah, Al-Muharar-Ul-Wajeez , p: 9

[2] لکنوی، عبد الحی، الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ، (مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ط: پنجم، ۱۴۲۸ھ) ص: ۱۳۶

Laknavi , Abd-Ul-Khai , Al Ajwebah Al Fazilah lil Aselah Al Ashrah Al kamelah ,(Halab: Maktabah Al Matboaat Al Islamiah , Edition:5th (1428) p:136

[3] کلبی، ابو القاسم، محمد بن احمد، التسہیل لعلوم التنزیل، مقدمۃ المصنف، (دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ)، ۱/۱۰

Kalbi , Abu Alqasim , Muhammad Bin Ahmad , Al Tasheel le Uloom Al Tanzeel , Muqadmat-Ul-Musanif , (Beriut: Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah 1415H), 1/10

[4] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، ص:۹

Ibn-e-Atiyah , Al –Muharar-Ul-Wajeez , Muqdamat-Ul-Muhaqiq Mujid Maki ,P:9.

[5] ایضا، ص:۹

Ibid,P:9.

امام عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی نے تفسیر ابن عطیہ سے اختصار کرکے اپنی تفسیر لکھی۔ پھر دیگر مفسرین کی کتب سے بعض فوائد ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: فانی جمعت لنفسی ولک فی هذا المختصر ما أرجو أن يقر الله به عينى وعينک فى الدارين ،فقد ضمنته بحمد الله المهم مما اشتمل عليه تفسير ابن عطية ،وزدته فوائد جمّة من غيره من كتب الأئمة ،وثقات أعلام هذه الأمة ۔[1]

پس بے شک میں نے اپنے لیے اور تیرے لیے (قاری کیلئے) اس مختصر میں جمع کیا اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالی دارین میں اسے میری اور تمہاری آنکھوں کا قرار وسکون بنائے۔ اللہ تعالی کی حمد کے ساتھ میں نے اس اہم کام میں تفسیر ابن عطیہ کے مشتملات کو شامل کیا ہے اور دیگر آئمہ کی کتب اور اس امت کے ثقہ علماء کی کتب سے متفرق فوائد کا اضافہ کیا ہے۔

المحرر الوجیز فی الکتاب العزیز کا منہج واسلوب

المحرر الوجیز فی الکتاب العزیز عبد الحق الاندلسی المعروف ابن عطیہ کی معرکۃ الآراء تفسیر ہے۔ اللہ تعالی نے اس تفسیر کو مقبولیت عامہ سے نوازا ہے۔ ابن عطیہ نے اس تفسیر کو تحریر کرنے میں ایک طویل عرصہ صرف کیا۔

تاریخ تالیف

ابن عطیہ نے اپنی کتاب عنفوان شباب میں شروع کردی تھی۔ انہوں نے اس کتاب کی تالیف میں ایک لمبا عرصہ صرف کیا۔ محقق مجد مکی لکھتے ہیں: "بدأ ابن عطية فى وضع هذا التفسير فى وقت مبكر من حياته ،فقد سبق فى نشأته أن والده الفقيه أبا بكر غالب بن عبد الرحمن كان ربما أيقظ ابنه أبا محمد عبد الحق فى الليلة مرتين ،يقول له :قم يا بنى اكتب كذا وكذا فى موضع كذا من تفسيرك وهذا يدل على أباه(المتوفى سنة ٥١٨)كان يحثه على كتابة هذا التفسير ،ويشجعه على الاستمرار فيه ،ويوقظه بالليل كثيرا ،يأمره بأن يضع فى تفسيره بعض المعانى التى تجول فى خاطره ،فأبن عطية بدأ فى تفسيره قبل وفاة أبيه،وقد كان

[1] ثعالبی، عبدالرحمٰن بن محمد، الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن، مقدمۃ المصنف (داراحیاء التراث العربی، ط: اول، ۱۴۱۸ء)، ۱/۳

Saalbi , Abd-Ul-Rahman Bin Muhammad , Al Jawahir-Ul-Hassan Fi Tafseer Al Quran , Muqadimat-Ul-Musanif (Beruit: Dar Ikhya-Ul-Turaas Al Arbi , Editon:1st (1418), 1/03

فی ذلك الوقت فی عنفوان شبابه ،اذ کان فی حدود الثلاثین ،وقد مکث فی تألیفه مدة طویلة ،ولقی الکثیر من المتاعب والمشاق-[1]

ابن عطیہ نے اپنی زندگی کے ابتدائی وقت میں اس تفسیر کا آغاز کر دیا تھا۔آپ کے والد گرامی فقیہ ابو بکر غالب بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کئی بار اپنے بیٹے ابو محمد عبد الحق (ابن عطیہ) کو رات کو دو دو مرتبہ بیدار کرتے اور ان سے کہتے :اے میرے بیٹے ،اُٹھو،اپنی تفسیر میں فلاں جگہ پر یہ لکھو۔یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے والد گرامی (متوفی ۵۱۸ھ) اپنے بیٹے کو اس کتاب کے لکھنے پر ترغیب دیتے تھے اور ہیشگی پر ابھارتے تھے۔بہت مرتبہ رات کو انہیں بیدار کر دیتے اور انہیں کہتے کہ بعض معانی جو میرے دل پر وارد ہوئے انہیں اپنی تفسیر میں نقل کریں۔ابن عطیہ اپنے والد کی وفات سے قبل ہی اپنی تفسیر لکھنی شروع کر دی تھی۔یہ وقت ان کے عنفوان شباب کا تھا۔اس وقت ان کی عمر تیس کی حدود میں تھی۔ابن عطیہ نے اس تالیف میں ایک طویل مدت صرف کی اور بہت ساری مشکلات کا سامنا کیا۔

کوئی بھی تصنیف ہو اس کا کوئی نہ کوئی سبب تصنیف ضرور ہوتا ہے ،وہ الگ بات ہے کہ مصنف اس سبب تالیف کو اپنی کتاب میں بیان کرے یا نہ کرے۔ تفسیر المحرر الوجیز کو تصنیف کرنے کا بھی ایک سبب تھا۔

سبب تالیف

ابن عطیہ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں سبب تالیف کچھ یوں بیان فرمائی ہے :

أنه اراد أن یختار لنفسه ،وینظر فی علم یعد أنواره لظلم رمسه ،فعلم أن شرف العلم علی قدر شرف المعلوم ،ووجد أن علم کتاب الله هو امتن العلوم ،وارسخها ،وأجملها،وأیقن أنه اعظم العلوم تقربیا الی الله تعالی ،وتخلیصا للنیات ،ونهیا عن الباطل ،وحضّا علی الصالحات ،ورجا من وراء اشتغاله بهذ العلم أن الله تعالی یحرم علی النار-[2]

بے شک انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنی لیے کتاب کا انتخاب کریں اور علم میں نظر کریں جس کے انوار تاریکی کے نقوش پر چھا جائیں۔پس معلوم ہوا کہ علم کا شرف وفضل ،معلوم کے شرف وفضل کے مطابق ہوتا ہے۔پس انہوں نے پایا کہ کتاب اللہ کا علم تمام علوم کا متن ہے ،اور تمام علوم سے اجمل اور راسخ ہے۔اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالی کا قرب حاصل

---

[1] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق ،ص: ۳

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Muqamat-Ul-Muhaqiq , p: 03

[2] ایضا، مقدمۃ المؤلف، ص: ۱۴

Ibid , p:14

کرنے کیلئے یہ علم تمام علوم سے عظیم تر ہے۔ یہ علم نیتوں کو خالص کرنے والا، باطل سے روکنے والا، اعمال صالحہ کی طرف ترغیب دینے والا ہے۔ اس علم میں مشغول ہونا اس امید کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالی انہیں دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا۔

ابن عطیہؒ نے اس تفسیر کے مقدمہ میں خود سبب تالیف بیان کر دیا ہے کہ قرآن کریم تمام کتابوں کی سردار کتاب ہے ۔یہ کتاب اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے میں سب سے مضبوط ذریعہ ہے۔ اس کتاب کو اس امید کے ساتھ شروع کیا کہ اللہ تعالی اس عظیم علم کی خدمت کے پیش نظر جہنم کی آگ سے خلاصی عطا فرمائے گا۔

مقدمہ

ابن عطیہ ؒ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں بہت مفید چیزیں ذکر کی ہیں۔ تفسیر کا مقدمہ درج ذیل مباحث پر مشتمل ہے۔

١-ما ورد عن النبی ﷺ وعن الصحابة ،وعن نبهاء العلماء فی فضل القرآن المجید وصورة الاعتصام به-

٢-فضل تفسير القرآن والكلام على لغته ،والنظر فی اعرابه ودقائق معانيه-

٣-ماقيل فی الكلام فی تفسير القرآن ،والجرأة عليه ،ومراتب المفسرين-

٤-معنى قول النبی ﷺ:"ان هذا القرآن نزل على سبعة أحرف فاقرؤوا ما تيسّر منه-

٥-ذكر جمع القرآن وشكله ونقطه وتحزيبه وتعشيره-

٦-ذكر الألفاظ التی فی كتاب الله وللغات العجم بها تعلّق-

٧-نبذة مما قال العلماء فی اعجاز القرآن-

٨-الألفاظ التی يقتضی الايجازاستعمالها فی تفسير كتاب الله تعالى-

٩-تفسير أسماء القرآن وذكر السورة والآية-

تفسیر ابن عطیہ تفسیر ماثور اور تفسیر بالرائے کا مجموعہ ہے:

ابن عطیہؒ نے اپنی تفسیر میں تفسیر ماثور اور تفسیر بالرائے دونوں کو جمع کیا ہے۔ ابن عطیہ اپنی تفسیر میں احادیث نبویہ ،اقوال صحابہ، اقوال تابعین کو ذکر کرتے ہیں۔ ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں جن احادیث نبویہ کو نقل کیا ہے ان کی تخریج نہیں کی، البتہ بعض اوقات صرف مصادر کی طرف نسبت کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں احادیث ضعیفہ کو بھی نقل کیا ہے بلکہ ایسی احادیث نبویہ جن میں غایت درجہ کا ضعف پایا جاتا ہے انہیں بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جس کی وجہ سے انکی گرفت کی گئی ہے اور اسی سبب کے پیش نظر ان کی تفسیر پر تنقید بھی کی گئی ہے۔

مثال : ابن عطیہ نے آیت الکرسی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ "روی أبو هريرة قال :سمعت رسول الله ﷺ يحكی عن موسى على المنبر قال:وقع في نفس موسى هل ينام الله جل ثناؤه- فأرسل الله اليه ملكا فأرقه ثلاثا ،ثم أعطاه قارورتين في كل يد قارورة ،وأمره أن يحتفظ بهما ،قال :فجعل ينام وتكاد يداه تلتقيان ،ثم يستيقظ فيحبس احداهما عن الأخرى حتى نام نومة فاصطفقت يداه فانكسرت القارورتان -قال:ضرب الله له مثلا أن لو كان ينام لم تستمسک السماء و الأرض -[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو منبر پر حضرت موسی علیہ السلام کی حکایت بیان فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آیا اللہ تعالی بھی سوتا ہے؟ تو اللہ تعالی نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا،اس نے انہیں (مسلسل) تین دن سلائے رکھا، پھر انہیں دو شیشے کے برتن تھما دیے، ہر ہاتھ میں ایک برتن اور انہیں کہا کہ ان کی حفاظت کریں۔قریب تھا کہ وہ سو جاتے اور ہاتھ آپس میں مل جاتے، پھر آپ بیدار ہو گئے اور ایک برتن کو دوسرے سے روک لیا۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام سو گئے تو ان کے ہاتھ ملے اور دونوں شیشے کے برتن (گرے اور) ٹوٹ گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالی نے ان کے لیے یہ مثال بیان کی کہ اگر اللہ تعالی سوجاتا تو آسمان و زمین رکے نہ رہتے (بلکہ گر جاتے)۔

محقق مجد مکی مقدمہ میں لکھتے ہیں: أنه وقع في نفس موسى:هل ينام الله عزوجل و هو حديث منكر- قال ابن كثير في تفسيره :هذا احديث غريب جدا،والأظهر أنه اسرائيلی لا مرفوع "[2]

حضرت موسی علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ کیا اللہ تعالی بھی سوتا ہے؟ یہ حدیث منکر ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ حدیث انتہائی غریب ہے۔زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ اسرائیلی روایت ہے، حدیث مرفوع نہیں۔

مثال: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ-[3]

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ البقرہ، زیر آیت: ۲۵۵، ص: ۲۲۹

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Baqrah , Ayat:255 , p:229

[2] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، ص: ٦

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Muqamat-Ul-Muhaqiq , p: 06

[3] سورۃ المائدہ ۰۵: ۵۵

Sourat ul Maidah 05:55

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عطیہ لکھتے ہیں: "وقوله تعالى (وهم راكعون) جملة معطوفة ،ومعناها وصفهم بتكثير الصلاة ،وخصّ الركوع بالذكر لكونه من اعظم أركان الصلاة ،وهو هيئة تواضع فعبّر به عن جميع الصلاة ،كما قال (والركع السجود)وهى عبارة عن المصلين ،وهذا قول جمهور المفسرين ،ولكن اتفق أن على بن أبى طالب أعطى صدقة و هو راكع ،قال السدى :هذه الأية فى جميع المؤمنين ،ولكن على بن أبى طالب مّر به سائل و هو راكع فى المسجد فأعطاه خاتمه ،وروى فى ذلک أن النبى ﷺ خرج من بيته وقد نزلت عليه الآية فوجد مسكينا فقال له : هل أعطاک أحد شيئا ؟فقال : نعم ،أعطانى ذلک الرجل ذلک الذى يصلى خاتما من فضة ،وأعطانيه و هو راكع ،فنظر النبى ﷺ فاذا الرجل الذى أشار اليه على بن أبى طالب رضى الله عنه ،فقال النبى ﷺ "الله اكبر "،وتلا الآية على الناس -قال القاضى أبو محمد رحمه الله :وقال مجاهد :نزلت الاية فى على بن أبى طالب ،تصدق وهو راكع ،وفى هذا القول نظر ،والصحيح ما قدمناه من تأويل الجمهور"[1]

اور اللہ تعالی کا فرمان (اور وہ اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں)۔ جملہ معطوفہ ہے۔ اور اس کا معنی کثرت نماز کے ساتھ متصف ہونا ہے۔ اور یہاں بطور خاص رکوع کا ذکر کیا گیا ہے اس لیے کہ رکوع ارکان نماز میں سے عظیم ترین رکن ہے۔ رکوع حالت تواضع کا نام ہے اس لیے مکمل نماز کو رکوع سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالی ہے (اور رکوع و سجود کرنے والے) اور یہ نمازیوں سے عبارت ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے حالت رکوع میں سجدہ کیا۔ سدی نے کہا: یہ آیت تمام مؤمنین کیلئے ہے۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس سے ایک سائل گزرا۔ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد میں حالت نماز میں تھے۔ تو آپ نے اس سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی۔ اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ گھر سے نکلے اور آپ ﷺ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پس آپ نے ایک مسکین کو دیکھا تو فرمایا: کیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے؟ سائل نے کہا: مجھے اس نماز پڑھنے والے شخص نے چاندی کی انگوٹھی دی ہے اور حالت رکوع میں دی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مرد کی طرف

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ المائدہ، زیر آیت: ۵۵، ص: ۵۵۵

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Maidah:55, p: 555

دیکھا جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا تھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے "اللہ اکبر" کہا اور یہ آیت کریمہ لوگوں کے سامنے تلاوت کی۔ قاضی ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے حالت رکوع میں صدقہ کیا۔ یہ قول محل نظر ہے۔ صحیح وہی ہے جو ہم نے جمہور کی تاویل کے ساتھ پہلے بیان کر دیا ہے۔
محقق مجد مکی لکھتے ہیں: "وذكر حديث تصدق علی بخاتمه و هو راكع و هو حديث موضوع-[1]

اور ابن عطیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالت رکوع میں انگوٹھی صدقہ کرنے والی حدیث ذکر کی جو کہ حدیث موضوع ہے۔

تفسیر ابن عطیہ میں اسرائیلی واقعات:

ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں معدودے چند اسرائیلی روایات کا بھی ذکر کیا ہے اور اکثر روایات کو نقل کرنے کے بعد ان پر نقد بھی کیا ہے۔ انہوں نے مقدمہ میں یہ ذکر کر دیا ہے کہ وہ اپنی تفسیر میں اس اسرائیلی قصص کو ذکر کریں گے جن کو ذکر کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے آپ کی تفسیر میں مختصرا اسرائیلی روایات کا ذکر ملتا ہے۔

مثال: وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَۚ-وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَۗ-وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ-وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ-فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ-وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ-وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ-وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ-لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ-[2]

اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنتِ سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت وماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جُدائی ڈالیں مرد

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، ص:٦

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Muqamat-Ul-Muhaqiq , p: 06

[2] سورۃ البقرہ ۰۲: ۱۰۲

Sourat ul Baqrah , 02:102

اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بُری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا۔

اس آیت کریمہ میں دو فرشتوں ھاروت وماروت کا ذکر موجود ہے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ابن عطیہ نے اس آیات کریمہ کے تحت کچھ اسرائیلی واقعات کو ذکر کیا ہے۔اس کے بعد لکھتے ہیں"و هذا القصص يزيد في بعض الروايات وينقص في بعض ولا يقطع منه بشئى فلذلک اختصرته۔[1]

ترجمہ: یہ واقعات بعض روایات میں تفصیلا ہیں اور بعض روایات میں اختصار کے ساتھ ہیں۔ان میں سے سب کچھ چھوڑا نہیں جا سکتا پس اس لیے میں نے اختصار کے ساتھ ان کو ذکر کر دیا ہے۔

مثال: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ-اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ[2]

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اپنے ایک نبی اور ان کی امت کے درمیان مکالمہ کو ذکر فرمایا ہے۔اللہ کے نبی نے اپنی امت سے فرمایا کہ اللہ تعالی نے طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا سکون، حضرت موسی اور حضرت ھارون علیہما السلام کی کچھ بچی ہوئی چیزیں ہوں گی۔فرشتے اسے اُٹھا کر لے آئیں گے۔

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ البقرہ، زیر آیت: ۱۰۲، ص: ۱۱۷

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Baqrah:102, p: 117

[2] سورۃ البقرہ۰۲: ۲۴۸

Sourat ul Baqrah , 02:248

ابن عطیہ اس آیت کی تفسیر میں کچھ اسرائیلی واقعات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وکثر الرواۃ فی قصص التابوت وصورۃ حملہ بمالم أرَ لاثباتہ وجھا للین اسنادہ۔"[1]

تابوت اور اس کے اُٹھائے جانے کی صورت کے بارے میں کثرت سے روایات آئیں ہیں۔ جن میں قوت دیکھائی نہیں دیتی اس لیے کہ ان کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔

تفسیر ابن عطیہ میں لغت ونحو:

ابن عطیہؒ نے اپنی تفسیر کو علم نحو اور لغت کے بنیاد پر قائم کیا ہے۔ مفردات کے معانی اور کلمات کے اعراب اور مشتقات ذکر کیے ہیں۔ مشکل الفاظ کی شرح کی ہے۔ بعض مقامات پر نحوی مذاہب کو بھی بیان کیا ہے اور بعض مضبوط نحوی آراء کو ضعیف آراء پر ترجیح دی ہے۔

مثال: وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔[2]

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

والملائکۃ واحدھا ملك ،أصلہ:ملأك علی وزن مفعل،من لأك اذا أرسل ،وجمعہ ملائکۃ علی وزن مفاعلۃ– وقال قوم:أصل ملك مألك من ألك اذا أرسل–واللغتان مسموعتان ،لأك وألك ،قلبت فیہ الھمزۃ بعد اللام فجاء وزنہ معفل وجمعہ ملائکۃ ،ووزنہ معافلۃ– وقال ابن کیسان : ھو من ملك یملك والھمزۃ فیہ زائدۃ کما زیدت فی شمأل من شمل فوزنہ فعأل،ووزن جمعہ فعائلۃ،وأما فی الکلام فسھلت الھمزۃ وألقیت حرکتھا علی اللام أو علی العین فی قول ابن کیسان–والھاء فی (ملائکۃ)لتأنیث الجموع غیر حقیقی ،وقیل: ھی للمبالغۃ کعلامۃ ونسّابۃ ،والأول أبین۔[3]

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ البقرہ، زیر آیت: ۲۴۸، ص: ۲۲۳
Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Baqrah:248, p: 223

[2] سورۃ البقرۃ۰۲: ۳۰
Sourat ul Baqrah , 02:30

[3] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، سورۃ البقرہ، زیر آیت: ۳۰، ص: ۷۰
Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Baqrah:30 , p: 70

ملائکہ کا واحد مَلَکٌ ہے۔اس کا اصل مَلْأَك بروزن مَفْعَل ہے۔لأك سے بنا ہے اور أرسل کے معنی میں ہے۔اور اس کی جمع ملائكة بروزن مفاعلة ہے۔اور ایک قوم نے کہا: ملك مألك اصل میں ألك سے بنا ہے جو کہ أرسل کے معنی میں ہے۔اور اس میں دو لغتیں سماعت کی گئی ہیں، ہمزہ کو لام کے بعد لے آئے، پس اس کا وزن معفل ہے اور اس کی جمع ملائكة ہے اور اس کا وزن معافلة ہے۔اور ابن کیسان نے کہا کہ یہ ملك يملك سے بنا ہے۔اور ھمزہ اس میں زائد ہے۔جس طرح کہ شمأل میں زائدہ ہے جو کہ شمل سے بنا ہے۔اور اس کا وزن فعأل ہے اور اس وزن کی جمع فعائلة ہے۔کلام میں ھمزہ کو سہل کرنے کیلئے اس کی حرکت لام یا عین پر ڈال دی گئی کیسان کے قول میں اور (ملائكة) میں ھاء جمع مؤنث غیر حقیقی کی ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ھاء اس میں مبالغہ کی ہے جیسے علامة ونسّابة میں مبالغہ کی ہے۔اور پہلی زیادہ واضح اور بین ہے۔

مثال: بسم اللہ کے حوالے سے نحویوں کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے ابن عطیہ لکھتے ہیں:

والباء فی بسم الله متعلقة عند نحاة البصرة باسم تقديره :ابتدائی مستقر أو ثابت بسم الله ،وعند نحاة الكوفة بفعل تقديره :ابتدأت بسم الله ،وبسم الله فی موضع رفع على مذهب البصريين ،وفی موضع نصب على مذهب الكوفيين والظاهر من مذهب سيبويه :أن الباء متعلقة باسم كما تقدم۔[1]

بسم اللہ میں باء بصریوں کے نزدیک اسم مقدر کے ساتھ متعلق ہے جو کہ ابتدائی مستقر یا ثابت ہے۔جبکہ کوفیوں کے نزدیک فعل مقدر کے ساتھ متعلق ہے جو کہ ابتدأت ہے۔بسم الله بصریوں کے مذہب کے مطابق محل رفع میں ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک محل نصب میں ہے اور سیبویہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ باء اسم کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ گذر چکا۔

تفسیر ابن عطیہ میں قراءت مستعملہ اور شاذہ:

ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں قرأت مستعملہ اور شاذہ دونوں کو ذکر کیا ہے۔اور یہ قرأت جن معانی کا احتمال رکھتی ہے انہیں بھی بیان کیا ہے۔آپ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:"وقصدت ايراد جميع القراءات مستعملها

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، ص: ۳۵-۳۶

Ibn Atiyah , Al Muhar –Ul-Wajeez ,P:35,36

وشـاذها،اعتمدت تبيين المعانى وجميع محتملات الألفاظ ،كل ذلک بحسـب جهدى ،وما انتهى اليه علمى،وعلى غاية من الايجاز وحذف فضول القول"[1]

اور میں نے تمام قرات مستعملہ اور شاذہ کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تمام محتمل الفاظ کے معانی اپنی استطاعت کے مطابق بیان کرنے کا قصد کیا ہے۔ جس پر میرا علم ختم ہوتا ہے اور ایجاز کی انتہا ہوتی ہے۔ بلا ضرورت قول کو حذف کر دیا ہے۔

محقق مجد مکی لکھتے ہیں:"وقام بتوجيه هذه القراءات ،وكان له نظرات صادقة و آراء سديدة ،وجهود موفقة ،كما ينتقد الوجوه الضعيفة التى ذكرها بعض العلماء-

ابن عطیہ نے ان قراتوں کی توجیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے نظریات سچے اور آراء درست ہیں۔ان کی کوشش موافق ہے۔ بعض ضعیف وجوہ جنہیں بعض علماء نے ذکر کیا ہے ان پر نقد کیا ہے۔

مثال: وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا-[2]

اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔

ابن عطیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقراء ابن كثير ،ونافع ،وأبوعمرو:(نُنْشِرهَا) بضم النون الأولى وبالراء،وقرأ عاصم ،وابن عامر،وحمزة،والكسائى (نُنْشِزُهَا)بالزاى،وروى أبان عن عاصم: (نَنْشُرهَا) بفتح النون الأولى ،وضم الشين ،وبالراء ،وقرأها كذلك الحسن ،وابن عباس ،وأبو حيوة،فمن قرأ: (نُنْشِرهَا) بضم النون الأولى وبالراءفمعناه:نحييها يقال :أنشر الله الموتى ،---وقراءة عاصم (نَنْشُرهَا)بفتح النون الأولى وضم الشين يحتمل أن يكون لغة فى الاحياء ،يقال :نشرت الميت وأنشرته---ويحتمل أن يراد بها ضد الطى كأن الموت طيّ للعظام والأعضا ء،---وأما من قرأ: (نُنْشِزُهَا)بالزاى فمعناه :نرفعها ،والنشز المرتفع من الأرض-[3]

---

[1] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، مقدمۃ المصنف، ص: ۱۴

Ibn-e-Atiyah , Al Muhar-Ul-Wajeez , Muqadmt-Ul-Musanif , p:14

[2] سورۃ البقرہ ۲:۲۵۹

Sourat ul Baqrah , 2:259

[3] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، سورۃ البقرہ، زیر آیت :۲۵۹، ص: ۲۳۷

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Baqrah:259 , p: 237

اور ابن کثیر، نافع اور ابو عمرو نے " نُنْشِـرهَا "پہلے نون کے ضمہ اور راء کے ساتھ پڑھا ہے۔ عاصم، ابن عامر، حمزہ اور کسائی نے " نُنْشِزُهَا "زاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اِبان نے عاصم سے "نَنْشُرهَا "پہلے نون کے فتحہ، شین کے ضمہ اور راء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اسی طرح حسن، ابن عباس اور ابو حیوۃ نے پڑھا ہے۔ پس جس نے " نُنْشِرهَا "پہلے نون کے ضمہ اور راء کے ساتھ پڑھا ہے تو اس کا معنی ہے "ہم اسے زندہ کرتے ہیں"۔ کہا جاتا ہے: اللہ تعالی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ عاصم کی قرات " نَنْشُرهَا "پہلے نون کے فتحہ اور شین کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ احتمال ہے کہ وہ زندہ کی لغت میں ہو، کہا جاتا ہے: میں نے میت کو پھیلایا پس وہ پھیل گئی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد توڑنا کی ضد یعنی جوڑنا ہو گویا کہ موت ہڈیوں اور اعضاء کو توڑتی ہے۔ بہر حال جس نے " نُنْشِـزُهَا "زاء کے ساتھ پڑھا پس اس کا معنی ہے ہمیں اسے بلند کریں گے، اور "النشز "کا معنی زمین سے بلند کرنا ہے۔

تفسیر ابن عطیہ میں احکام فقہیہ:

ابن عطیہ فقہ مالکیہ کے امام ہیں۔ آپ کا شمار کبار فقہاء میں ہوتا ہے۔ اپنی تفسیر میں انہوں نے مسائل فقہیہ سے متعلق علماء مالکیہ کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ اس مسئلہ میں دوسرے فقہاء کے اجتہادات بھی ذکر کرتے ہیں۔ ایک مسئلہ کے بارے میں تمام فقہاء کے اقوال تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

مثال: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ۔[1]

اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ۔

ابن عطیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واختلف العلماء هل تدخل المرافق فی الغسل أم لا ؟فقالت طائفة :لا تدخل ،لأن (الی)غاية تحول بين ما قبلها وما بعدها ،وقالت طائفة : تدخل المرافق فی الغسل ،لأن ما بعد (الی) اذا كان من نوع ما قبلها فهو داخل--- قال القاضی أبو محمد رحمه الله :وتحرير العبارة فی هذا المعنى أن يقال اذا كان ما

[1] سورۃ المائدہ ۰۵:۰۶

Sourat ul Maidah , 05:06

بعد(الی) لیس مما قبلھا ،فالحد أول المذکور بعدھا ،واذاکا ن مابعد ھا من جملة ماقبلھا فالاحتیاط یعطی أن الحد آخر المذکور بعدھا،ولذلک یترجح دخول المرفقین فی الغسل۔[1]

علماء کا اختلاف ہے کہ کہنیاں، دھونے میں داخل ہیں یا نہیں ؟ایک جماعت نے کہا: داخل نہیں ہیں۔اس لیے کہ "الی "غایت کیلئے آتا ہے۔جو کہ ما قبل اور مابعد کے درمیان حائل ہے۔ایک جماعت نے کہا: کہنیاں، دھونے میں داخل ہیں ۔اس لیے کہ "الی "کا مابعد جب ما قبل کی جنس سے ہو تو ما قبل میں داخل ہوتا ہے۔ قاضی ابو محمد رحمہ اللہ نے کہا: اس معنی میں عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب" الی "کا مابعد ما قبل سے نہ ہو تو مابعد مذکور کی اول حد مراد ہوتی ہے۔جب "الی "کا مابعد ما قبل سے ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ مابعد مذکور کی آخری حد مراد ہو۔اسی لیے دھونے میں کہنیاں داخل ہونے کو ترجیح دی گئی ہے۔

مثال: اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ-سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔[2]

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

فاذا کانت ھذه الآیة فی الصلاة ففقھھا أن الانسان یصلی قائما ،فان لم یستطع فقاعدا،ظاھر المدونة متربعا–وروی عن مالک وبعض أصحابه أنه یصلی کما یجلس بین السجدتین ،فان لم یستطع القعود صلی علی جنبه أو ظھره علی التخییر ،ھذا مذھب المدونة وحکی ابن حبیب عن ابن القاسم :یصلی علی ظھره فان لم یستطع فعلی جنبه الأیمن ،ثم علی الأیسر ،وفی کتاب ابن المواز:یصلی علی جنبه الأیمن ،والا فعلی الأیسر ،والا فعلی الاظھر ،وقال سحنون یصلی علی الأیمن کما یجعل فی لحده ،والا فعلی ظھره ،والا فعلی الأیسر۔[3]

---

[1] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، سورۃ المائدہ، زیر آیت ،۰۶، ص: ۵۱۹

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Maidah:06 , p: 519

[2] سورۃ آل عمران ۰۳: ۱۹۱

Sourat ul Imran , 03:191

[3] ابن عطیہ ،المحرر الوجیز، سورۃ آل عمران، زیر آیت :۱۹۱، ص: ۳۹۲

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Al Imran:191 , p: 392

پس جب یہ آیت نماز سے متعلق ہے۔ تو اس کی فقہ یہ ہے کہ انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ المدونۃ میں یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ امام مالک اور ان کے بعض اصحاب سے روایت ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو ایسے بیٹھے جیسے دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ اگر بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو پہلو پر نماز پڑھے یا پیٹھ پر اختیار ہے ۔ یہ مدونہ میں مذکور مذہب ہے۔ ابن حبیب نے ابن القاسم سے روایت کیا ہے کہ پیٹھ پر نماز پڑھے۔ اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو دائیں پہلو پر، پھر بائیں پہلو پر نماز پڑھے، کتاب ابن المواز میں ہے: دائیں پہلو پر نماز پڑھے ورنہ بائیں پہلو پر ورنہ پیٹھ پر۔ سحنون نے کہا: دائیں پہلو پر نماز پڑھے جس طرح لحد میں رکھا جاتا ہے ورنہ پیٹھ پر ورنہ بائیں پہلو پر ۔

تفسیر المحرر الوجیز کے مصادر و مراجع:

بلا شبہ کسی بھی موضوع پر لکھنے کیلئے مصادر اور امہات الکتب بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ دیگر مصنفین کی طرح ابن عطیہ نے بھی اپنی تفسیر میں مختلف کتب تفاسیر، احادیث، قراءت، لغت اور فقہ سے استفادہ کیا ہے۔

کتب تفاسیر:

ابن عطیہ نے درج ذیل کتب تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن: یہ تفسیر ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی: ۳۱۰ھ) کی تصنیف ہے۔ امام داودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یصنف أحد مثله "[1] ترجمہ: علم تفسیر میں ابن جریر کی تفسیر جیسی کوئی اور کتاب نہیں۔

۲۔ شفاء الصدور: یہ تفسیر ابو بکر محمد بن حسن بن زیاد الموصلی کی تصنیف ہے۔ یہ "النقاش" کے نام سے معروف ہیں ۔ علم قراءت اور تفسیر میں اہل عراق کے امام گردانے جاتے ہیں لیکن بعض حضرات نے ان کی ثقاہت پر تنقید کی ہے ۔[2] محقق عبد السلام عبد الشافی محمد لکھتے ہیں: "فان کان ضعیفا نبه علیه وعبر عنه بأنه وهم "[3] ترجمہ: ابن عطیہ جب اپنی تفسیر میں امام نقاش کی کوئی ایسی بات نقل کرتے ہیں جو ضعیف ہو تو اس پر تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ وہم ہے۔

---

[1] داودی، طبقات المفسرین، ۱۰۶/۲

Dawodi , Tabqat-Ul-Mufasreen , 2/106

[2] ذہبی، محمد بن احمد، تذکرہ الحفاظ، ۹۰۸/۳

Zahbi , Muhammad Bin Ahmad , Tazkirat-Ul-Hufaaz ,03/908

[3] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق مجد مکی، ص: ۲۰

۳۔التحصیل لفوائد کتاب التفصیل الجامع لعلوم التنزیل: یہ تفسیر ابو العباس احمد بن عمار التمیمی اندلسی (متوفی: ۴۴۳ھ) کی ہے۔[1]

۴۔الهدایہ الی بلوغ النہایۃ:

یہ کتاب مکی بن ابی طالب حموش بن محمد بن مختار القیسی کی ہے۔آپ علوم قرآن اور فنون عربیہ میں متبحر عالم دین تھے۔[2]

کتب الحدیث:

سنت نبوی ﷺ اصول شرع میں قرآن کریم کے بعد دوسرا بڑی دلیل ہے۔اس کا مرتبہ اور مقام کتاب اللہ کے بعد ہے ۔سنت رسول ﷺ ،قرآن کریم کی تفصیل کرتی ہے ۔ابن عطیہ آیت کی تفسیر میں قرآن کریم کے بعد سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔اہم کتب احادیث جن سے ابن عطیہ نے استفادہ کیا،درج ذیل ہیں۔

۱۔ صحیح البخاری، یہ ابو عبد محمد بن اسماعیل البخاری (متوفی:۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۲۔ صحیح مسلم، یہ امام مسلم بن حجاج النیسابوری (متوفی:۲۶۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۳۔ سنن ابی داؤد، یہ سلیمان بن اشعث بن شداد (متوفی:۲۷۵ھ) کی تصنیف ہے۔

۴۔ سنن الترمذی، یہ امام ابو عیسی بن محمد بن سورہ الترمذی (متوفی:۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔

۵۔ سنن النسائی، امام احمد بن شعیب بن علی الخراسانی (متوفی:۳۰۳ھ) کی تصنیف ہے۔

کتب قرات:

علم قرات،قرآن کریم کو تجوید،درست مخارج اور قواعد ولہجہ کے ساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں۔علم قرات میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔المحتسب: یہ امام ابو الفتح عثمان بن جنی (متوفی: ۳۹۲ھ) کی تصنیف ہے۔

۲۔الحجۃ فی علل القرات السبع: یہ ابو الحسن بن احمد بن عبد الغفار الفارسی (متوفی: ۳۷۷ھ) کی کتاب ہے۔

۳۔التیسیر: یہ ابو عمرو بن عثمان بن سعید الدانی (متوفی: ۴۴۴ھ) کی کتاب ہے۔

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Muqadmat-Ul-Muhaqiq Mujid Maki , p:20

[1] ایضا،ص:۲۱

Ibid, p:21

[2] ایضا،ص:۲۱

Ibid , p:21

کتب اللغۃ والنحو والمعانی:

۱۔ معانی القرآن: یہ ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء (متوفی: ۲۰۷ھ) کی کتاب ہے۔ امام کسائی کے بعد علم نحو میں آپ کا کوفہ میں بہت بڑا نام ہے۔[1]

۲۔ معانی القرآن: یہ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الزجاج (متوفی: ۳۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔ امام مبرد کے اصحاب میں سے ہیں ۔

۳۔ الاغفال فیما اغفلہ الزجاج من المعانی: یہ ابو علی الفارسی کی کتاب ہے۔

۴۔ مجاز القرآن: یہ ابو عبیدہ معمر بن مثنی التیمی البصری (متوفی: ۲۰۹ھ) کی کتاب ہے۔ اہل عرب میں سے علوم عربیہ کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

۵۔ الکتاب: یہ کتاب سیبویہ ابو بشر عمرو بن عثمان (متوفی: ۱۸۰ھ) کی ہے۔ آپ کا لقب "سیبویہ" ہے۔

۶۔ المقتضب: یہ کتاب ابو العباس محمد بن یزید البصری (متوفی: ۲۸۵ھ) ہے۔ امام مبرد کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنے زمانے میں علوم عربیہ کے امام تھے۔۔

۷۔ العین: یہ کتاب خلیل بن احمد فراہیدی (متوفی: ۱۷۰ھ) کی ہے۔[2]

۸۔ اصلاح المنطق: یہ یعقوب بن اسحاق بن سکیت (متوفی: ۲۴۴ھ) کی کتاب ہے۔ آپ اکابرین اہل لغت میں سے تھے ۔[3]

۹۔ الفصیح: یہ ابو العباس احمد بن یحییٰ الشیبانی (متوفی: ۲۹۱ھ) کی کتاب ہے۔ علم نحو اور لغت میں اہل کوفہ کے امام تھے۔

۱۰۔ المجمل فی اللغۃ: یہ احمد بن فارس بن زکریا بن محمد القزوینی (متوفی: ۳۹۵ھ) کی تصنیف ہے۔[4]

---

[1] الزبیدی، محمد بن حسن، طبقات النحویین واللغویین (دار المعارف، العثمانیہ، حیدر آباد، ۱۹۸۴م)، ۱/ ۱۳۲

Zubaidi , Muhammad Bin Hassan , Tabqaat-Ul-Nawhyeen wa Lughwiyeen (Haidarbaad , Dar-Ul-Maarif Al Usmaniah 1984) ,1/132

[2] سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، (الناشر: عیسی البابی الحلبی، ط: اول، ۱۳۸۴ھ)، ۱/ ۵۵۷

Seyooti , Abd-Ul-Rahman Bin Abi Bakar , Jalaal-Ul-Deen , Baghiyat-Ul-Woaat , (Easa Al Babi Al Halbi , Editon:1st (1384H) ,1/557

[3] ایضا، ۲/ ۳۴۹

Ibid , 02 /349

[4] ایضا، ۱/ ۳۵۲

۱۱۔المخصص: یہ علی بن احمد بن سیدہ النحوی الاندلسی (متوفی: ۴۵۸ھ) کی تصنیف ہے۔[1]

کتب فقہ:

احکام شرعیہ کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے۔ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں کتب فقہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

۱۔الموطا: یہ امام دار الہجرۃ مالک بن انس (متوفی: ۱۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔

۲۔المختصر: یہ عبد اللہ بن عبد الحکم (متوفی: ۲۱۴ھ) کی تصنیف ہے۔[2]

۳۔المدونۃ: یہ کتاب مذہب مالکی کی اصل ہے۔ یہ کتاب دراصل اسد بن فرات علی بن عبد الرحمٰن کی سوالات کے جوابات ہیں جو انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ابن القاسم سے کیے اور انہوں نے امام مالک کے قول سے ان کے جوابات دیے۔ بعض اقوال وہ ہیں جو انہوں نے امام مالک سے سنے اور بعض اقوال وہ ہیں جو ان تک امام مالک سے پہنچے۔[3]

۴۔الواضحۃ: یہ عبد الملک بن حبیب السلمی (متوفی: ۱۸۳ھ) کی تصنیف ہے۔آپ کا شمار اندلس کے فقہاء میں ہوتا ہے۔[4]

۵۔التفریع: یہ ابو القاسم بن جلاب (متوفی: ۳۷۸ھ) کی تصنیف ہے۔[5]

Ibid ,1/352

[1] ایضاً، ۱۴۳/۲

Ibid , 02 /143

[2] ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الأعیان وإنباء أبناء الزمان، (دار صادر، بیروت، ۱۹۷۲ء)، ۲۳۹/۲

Ibn-e-Khalqaan , Ahmad Bin Muhammad , Wafiyaat-Ul-Aayaan , (Beruit: Daar Saadar 1972) , 2 /239

[3] مالکی، محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن، مواہب الجلیل فی شرح مختصر الشیخ خلیل، (دار الرضوان، ط: اول، ۱۴۳۱ھ)، ۳۳/۱

Maalki , Muhammad Bin Muhammad Bin Abd-Ul-Rahmaan , Mowahib-Ul-Jaleel Fi Sharah Mukhtasar Al Shaikh Khalil , (Dar-Ul-Rizwan Editon:1st (1431H) ,1/33

[4] قاضی عیاض، عیاض بن موسی، تقریب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة إعلام مذهب مالک، (وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، المغرب، ط: دوم، ۱۴۰۳ھ، ۳۰/۳

Qazi Iyaaz , Iyaaz Bin Moosa , Taqreeb-Ul Madarik Wa Taqreeb-Ul-Masaalik (Wazarat-Ul-Oqaaf Wa Shawon Al Islamiah , Editon:2nd (1403H) , 3/30

[5] ایضاً، ۳۰/۳

Ibid , 03 /30

٦۔الاشراف علی مذاہب اھل العلم : یہ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن منذر النیسابوری (متوفی: ۳۰۹ھ) کی کتاب ہے۔[1]

نتائج البحث:

1. تفسیر ابن عطیہ کا پورا نام المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ہے جو کہ معرکۃ الآرا تفسیر ہے جسے علماء نے بے حد پسند کیا ہے۔
2. ابن تیمیہ اور ابن حجر ہیثمی نے تفسیر ابن عطیہ کی طرف اعتزال کی نسبت کی ہے جو بالکل درست نہیں۔
3. ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر فرقہ معتزلہ کا رد کیا ہے۔
4. تفسیر ابن عطیہ سے امام قرطبیؒ، ابن جزی، ابن حیان اور امام ثعالبی نے اپنی کتب میں کثیر استفادہ کیا ہے۔
5. ابن عطیہ نے اپنی کتاب عنفوان شباب میں شروع کر دی تھی۔انہوں نے اس کتاب کی تالیف میں ایک لمبا عرصہ صرف کیا
6. کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جو متعدد فوائد پر مشتمل ہے۔
7. ابن عطیہؒ نے اپنی تفسیر میں تفسیر ماثور اور تفسیر بالرائے دونوں کو جمع کیا ہے۔ابن عطیہ اپنی تفسیر میں احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، اقوال تابعین کو ذکر کرتے ہیں۔احادیث کی تخریج نہیں کرتے۔ بعض مقامات پر ضعیفہ احادیث بھی ذکر کی ہیں۔
8. ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں معدودے چند اسرائیلی روایات کا بھی ذکر کیا ہے اور اکثر روایات کو نقل کرنے کے بعد ان پر نقد بھی کیا ہے
9. ابن عطیہؒ نے اپنی تفسیر میں نحوی، صرفی، لغوی ابحاث ذکر کی ہیں۔ مشکل الفاظ کی شرح کی ہے۔ بعض مقامات پر نحوی مذاہب کو بھی بیان کیا ہے اور بعض مضبوط نحوی آراء کو ضعیف آراء پر ترجیح دی ہے۔
10. ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں قرات مستعملہ اور شاذہ ذکر کرکے ان کے معانی بھی ذکر کیے ہیں۔
11. اپنی تفسیر میں فقہی مسئلہ کے بارے میں تمام فقہاء کے اقوال تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔
12. ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں مختلف کتب تفاسیر، احادیث، قرات، لغت اور فقہ سے استفادہ کیا ہے۔

---

[1] ابن عطیہ، المحرر الوجیز، مقدمۃ المحقق، عبد السلام عبد الشافی محمد، ص: ۲۵

Ibn-e-Atiyah , Al Muharar-Ul-Wajeez , Muqamat-Ul-Muhaqiq , p: 25.

مصادر و مراجع

1.Abu Hayyan , Al Bakhar Al Moheet ,Beruit: Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah ,Editon:1st,2001

2.Al Haismi , Ibn-e-Hajar , Al Fatawa Al Hadesih , Beruit:Dar-Ul-Fikar.

3.Al Muqadsi , Zia-Ul-Deen , Al Ahadees Al Mukhtarah, Beruit: Dar Khazar,Editon:3,2000.

4.Al Qurtabi , Abu Abdullah Muhammad Al Ansari , Al Jamey Le Ahkaam Al Quran , Al Qahirah : Dar-Ul-Kutub Al Misriah , Editon: 2nd (1964

5.Ibn-e-Umairah , Ahmad Bin Yahya Al Zabi , Baghit-Ul-Multamis ,Beruit: Dar-Ul-Kutub, Editon:2 ,1410 .

6.Dawdi , Shams-Ul-Deen , Muhammad Bin Ali , Tabqaat-Ul-Mufasereen , Beruit:Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah,1403.

6.Ibn-e-Taimiah , Taqi-Ul-Deen Al Hanbli, Muqamah Fi Asool Al Tafseer , Beruit: Dar Maktabat-Ul-Hayaat,1980

7.Ibn-Ul-Abaar , Muhammad Bil Abdullah , Al Moujam Fi Ashaab Abi Ali Al Sadfi , Qahira:Dar-Ul-Kutub Al Arbi , 1967

8.Ibn-e-Jazzi , Muhammad Bin Ahmed Al Kalbi , Al Tasheel le Uloom Al Tanzeel , Beruit: Dar-Ul-Kutub 1415.

9.Kalbi , Abu Alqasim , Muhammad Bin Ahmad , Al Tasheel le Uloom Al Tanzeel , Muqadmat-Ul-Musanif, Beriut: Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah 1415H.

10.Laknavi , Abd-Ul-Khai , Al Ajwebah Al Fazilah lil Aselah Al Ashrah Al kamelah ,Halab: Maktabah Al Matboaat Al Islamiah , Edition:5th ,1428

11.Saalbi , Abd-Ul-Rahman Bin Muhammad , Al Jawahir-Ul-Hassan Fi Tafseer Al Quran , Muqadimat-Ul-Musanif,Beruit: Dar Ikhya-Ul-Turaas Al Arbi , Editon:1st ,1418.

12.Tilmasani , Ahmad Bin Mohammad Al Muqri , Nafkh-Ul-Teeb ,Beruit: Dar Saadar,1388.

13.Nabahi , Ali Bin Abdullah , Tarikh Qazaat-Ul-Undlas , Beruit: Dar-Ul-Kutub Al Ilmiah, Editon: 1st ,1415.

14.Zahbi , Shams-Ul-Deen , Muhammad Bin Ahmed , Seyar Ahlam-Ul-Nubalaa ,Beruit: Musast-Ul-Risalah, Edition:9,1413.